قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 03 اپریل 2021ء | 20 شعبان 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:80

ارشادِ باری تعالیٰ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۔ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ۔ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى ۔ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى۔ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى۔

(سورۃ العلق۔ آیات 2تا9)

ترجمہ: پڑھ اپنے ربّ کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔ اس نے انسان کو ایک چمٹ جانے والے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ، اور تیرا رب سب سے زیادہ معزّز ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ خبردار! انسان یقیناً سرکشی کرتا ہے۔ (اس لئے) کہ اس نے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھا۔ یقیناً تیرے ربّ ہی کی طرف لَوٹ کر جانا ہے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

ہمارے بچے عموماً ماشاء اللہ بڑی چھوٹی عمر میں قرآنِ کریم ختم کر لیتے ہیں۔ جن کی ماؤں کو زیادہ فکر ہوتی ہے کہ ہماری اولاد جلد قرآنِ کریم ختم کرے وہ اُن پر بڑی محنت کرتی ہیں۔ یہاں بھی اور مختلف ملکوں میں جب مَیں جاتا ہوں تو وہاں بھی بچوں اور والدین کو شوق ہوتا ہے کہ میرے سامنے بچوں سے قرآنِ کریم پڑھوا کر اُن کی آمین کی تقریب کروائیں۔ لیکن مَیں نے دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ قرآنِ کریم ختم کروانے کے بعد پھر اُن کی دہرائی اور بچے کو مستقل قرآنِ کریم پڑھنے کی عادت ڈالنے کے لئے عموماً اتنا تردّد اور کوشش نہیں ہوتی جتنی ایک مرتبہ قرآنِ کریم ختم کروانے کے لئے کی جاتی ہے۔ کیونکہ مَیں جب پوچھتا ہوں کہ تلاوت باقاعدہ کرتے ہو یا نہیں (بعضوں کے پڑھنے کے انداز سے پتہ چل جاتا ہے) تو عموماً تلاوت میں باقاعدگی کا مثبت جواب نہیں ہوتا۔ حالانکہ ماؤں اور باپوں کو قرآنِ کریم ختم کروانے کے بعد بھی اس بات کی نگرانی کرنے چاہئے اور فکر کرنی چاہئے کہ بچے پھر باقاعدہ قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے کی عادت ڈالیں۔ پس اپنی فکریں صرف ایک دفعہ قرآنِ کریم ختم کروانے تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ بعد میں بھی مستقل مزاجی سے اس کی نگرانی کی ضرورت ہے۔ یقینا پہلی مرتبہ قرآنِ کریم پڑھانا اور ختم کروانا ایک بہت اہم کام ہے۔ بعض مائیں چار پانچ سال کے بچوں کو قرآنِ کریم ختم کروادیتی ہیں اور یقینا یہ بڑا محنت طلب کام ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مستقل مزاجی سے اسے جاری رکھنا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ گزشتہ دنوں ایک خاتون کا مجھے خط ملا جس میں میری والدہ کا ذکر تھا اور لکھا کہ ایک بات جو انہوں نے مجھے کہی اور آج تک میں اس پر اُن کی شکر گزار ہوں کہ ایک دفعہ میں اپنی بچی یا بچے کو لے کر گئی جس نے قرآنِ کریم ختم کیا تھا تو مَیں نے بڑے فخر سے انہیں بتایا کہ اس

بقیہ صفحہ 8 پر

اس شمارہ میں

- تُو جو ہوتا تو کئی درد کے درماں ہوتے (منظوم)
- رنگ انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے
- جماعت احمدیہ سیرالیون کے صدسالہ جشن تشکر کی تقریبات کا بابرکت انعقاد
- سستی اور اس کا علاج

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

پہلی وحی کی کیفیت

ترجمہ: امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سب سے پہلے حضور ﷺ کو سچی خوابیں آنے لگیں۔ جو خواب بھی آتی وہ نمودِ صبح کی طرح روشن اور صحیح نکلتی۔ حضور ﷺ کو خلوت پسند تھی اور غار حرا میں جا کر عبادت کرتے تھے۔ آپ ﷺ کچھ سامان اپنے ہمراہ لے جاتے۔ جب ختم ہو جاتا تو دوبارہ گھر آ کر کھانے پینے کا سامان لے جاتے۔ اسی اثناء میں آپ ﷺ کے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہا پڑھو! آپ ﷺ نے کہا میں نہیں پڑھ سکتا۔ فرشتہ نے آپ کو سختی سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھو! حضور ﷺ نے کہا: میں نہیں پڑھ سکتا۔ فرشتہ نے دوسری مرتبہ دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھو! حضور ﷺ نے کہا: میں نہیں پڑھ سکتا۔ تیسری دفعہ فرشتہ نے پھر دبایا اور چھوڑ دیا اور کہا اپنے اس پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے انسان کو پیدا کیا۔ پڑھو درآنحالیکہ تیرا رب عزت والا اور کرم والا ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ گھر واپس آئے۔ آپ ﷺ کا دل لرز رہا تھا۔ اپنی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہؓ کے پاس آ کر کہا مجھے کمبل اوڑھا دو۔ چنانچہ انہوں نے کمبل اوڑھا دیا۔ جب آپ ﷺ کی گھبراہٹ جاتی رہی تو حضرت خدیجہؓ کو سارا واقعہ بتایا اور اس خیال کا اظہار کیا کہ میں اپنے متعلق ڈرتا ہوں (کہ میں یہ اہم کام کر بھی سکوں گا یا نہیں۔) اس پر حضرت خدیجہؓ نے کہا کہ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی رسوا نہیں ہونے دے گا۔ آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کو اٹھاتے ہیں، جو خوبیاں معدوم ہو چکی ہیں ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مہمان نواز ہیں، ضروریات حقہ میں امداد کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری۔ کتاب کیف کان بدأ الوحی الی رسول اللہ ﷺ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

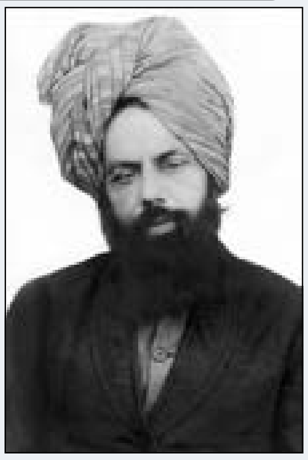

اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے

’’خاتم النبییّن کا لفظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا گیا ہے۔ بجائے خود چاہتا ہے اور بالطّبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے۔ کہ وہ کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خاتم الکُتب ہو اور سارے کمالات اس میں موجُود ہوں اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجُود ہیں۔ جس پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے۔ کیونکہ کلام الہیٰ کے نزُول کا عام قاعدہ اور اصُول یہ ہے کہ جس قدر قوت قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے۔ اسی قدر قوت اور شوکت اس کلام کی ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قُدسی اور کمال باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہو گا۔ اس لئے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائِف سے اُس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہاں تک کوئی دُوسرا کلام نہیں پہنچا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد اور قوت قُدسی سب سے بڑھی ہوئی تھی اور تمام مقاماتِ کمال آپؐ پر ختم ہو چکے تھے اور آپؐ انتہائی نُقطہ پر پہنچے ہوئے تھے اس مقام پر قرآن شریف جو آپؐ پر نازل ہوا کمال کو پہنچا ہوا ہے اور جیسے نبوّت کے کمالات آپؐ پر ختم ہو گئے اسی طرح پر اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے۔ آپ خاتم النّبیین ٹھہرے اور آپ کی کتاب خاتم الکُتب ٹھہری۔ جس قدر مراتب اور وجُوہ اعجاز کلام کے ہو سکتے ہیں۔ ان سب کے اعتبار سے آپ کی کتاب انتہائی نُقطہ پر پہنچی ہوئی ہے۔

یعنی کیا باعتبار فصاحت و بلاغت، کیا باعتبار ترتیب مضامین، کیا باعتبار تعلیم، کیا باعتبار کمالاتِ تعلیم، کیا باعتبار ثمراتِ تعلیم، غرض جس پہلُو سے دیکھو اسی پہلُو سے قرآن شریف کا کمال نظر آتا ہے اور اس کا اعجاز ثابت ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے کسی خاص امر کی نظیر نہیں مانگی۔ بلکہ عام طور پر نظیر طلب کی ہے۔ یعنی جس پہلُو سے چاہو مقابلہ کرو۔ خواہ بلحاظ فصاحت و بلاغت، خواہ بلحاظ مطالب و مقاصد، خواہ بلحاظ تعلیم، خواہ بلحاظ پیشگوئیوں اور غیب کے جو قرآن شریف میں موجُود ہیں۔ غرض کسی رنگ میں دیکھو، یہ معجزہ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 36۔ 37۔ مطبوعہ 1984ء)

دربارِ خلافت

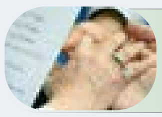

یہ اُن لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ مَیں وہ درخت ہوں جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ (حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’ہمیشہ یہ امر واقع ہوتا ہے کہ جو خدا کے خاص حبیب اور وفادار بندے ہیں اُن کا صدق خدا کے ساتھ اُس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ یہ دنیا دار اندھے اُس کو دیکھ نہیں سکتے۔ اس لئے ہر ایک سجادہ نشینوں اور مولویوں میں سے اُن کے مقابلہ کے لئے اُٹھتا ہے اور وہ مقابلہ اس سے نہیں بلکہ خدا سے ہوتا ہے۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ جس شخص کو خدا نے ایک عظیم الشان غرض کے لئے پیدا کیا ہے اور جس کے ذریعے سے خدا چاہتا ہے کہ ایک بڑی تبدیلی دنیا میں ظاہر کرے، ایسے شخص کو چند جاہل اور بزدل اور خام اور ناتمام اور بے وفا زاہدوں کی خاطر سے ہلاک کر دے‘‘۔ فرمایا کہ ’’اگر دو کشتیوں کا باہم ٹکراؤ ہو جائے‘‘ (دریا میں دو کشتیوں کا ٹکراؤ ہو جائے تو) ’’جن میں سے ایک ایسی ہے کہ اس میں بادشاہِ وقت جو عادل اور کریم الطبع اور فیاض اور سعید النفس ہے، مع اپنے خاص ارکان کے سوار ہے۔ اور دوسری کشتی ایسی ہے جس میں چند چوہڑے یا چمار یا ساہنسی بدمعاش بدوضع بیٹھے ہیں۔ اور ایسا موقع آ پڑا ہے کہ ایک کشتی کا بچاؤ اس میں ہے کہ دوسری کشتی مع اس کے سواروں کے تباہ کی جائے تو اب بتلاؤ کہ اُس وقت کونسی کارروائی بہتر ہو گی؟ کیا اُس بادشاہ عادل کی کشتی تباہ کی جائے گی یا اُن بدمعاشوں کی کشتی کہ جو حقیر و ذلیل ہیں تباہ کر دی جائے گی۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ بادشاہ کی کشتی بڑے زور اور حمایت سے بچائی جائے گی اور اُن چوہڑوں چماروں کی کشتی تباہ کر دی جائے گی اور وہ بالکل لاپرواہی سے ہلاک کر دیئے جائیں گے اور اُن کے ہلاک ہونے میں خوشی ہو گی کیونکہ دنیا کو بادشاہِ عادل کے وجود کی بہت ضرورت ہے اور اُس کا مرنا ایک عالَم کا مرنا ہے۔ اگر چند چوہڑے اور چمار مر گئے تو اُن کی موت سے کوئی خلل دنیا کے انتظام میں نہیں آ سکتا۔ پس خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ جب اُس کے مُرسَلوں کے مقابل پر ایک اور فریق کھڑا ہو جاتا ہے تو گو وہ اپنے خیال میں کیسے ہی اپنے تئیں نیک قرار دیں اُنہیں کو خدا تعالیٰ تباہ کرتا ہے اور اُنہیں کی ہلاکت کا وقت آ جاتا ہے کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ جس غرض کے لئے اپنے کسی مرسل کو مبعوث فرماتا ہے اُس کو ضائع کرے کیونکہ اگر ایسا کرے تو پھر وہ خود اپنی غرض کا دشمن ہو گا۔ اور پھر زمین پر اُس کی کون عبادت کرے گا؟ دنیا کثرت کو دیکھتی ہے اور خیال کرتی ہے کہ یہ فریق بہت بڑا ہے، سو یہ اچھا ہے‘‘۔ (یعنی بڑا ہونے کی وجہ سے یہی ٹھیک ہیں) ’’اور نادان خیال کرتا ہے کہ یہ لوگ ہزاروں لاکھوں مساجد میں جمع ہوتے ہیں، کیا یہ بُرے ہیں؟ مگر خدا کثرت کو نہیں دیکھتا وہ دلوں کو دیکھتا ہے۔ خدا کے خاص بندوں میں محبتِ الٰہی اور صدق اور وفا کا ایک ایسا خاص نور ہوتا ہے کہ اگر مَیں بیان کرسکتا تو بیان کرتا لیکن مَیں کیا بیان کروں؟ جب سے دنیا ہوئی اس راز کو کوئی نبی یا رسول بیان نہیں کر سکا۔ خدا کے باوفا بندوں کی اس طور سے آستانہ الٰہی پر روح گرتی ہے کہ کوئی لفظ ہمارے پاس نہیں کہ اس کیفیت کو دکھلا سکے‘‘۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن۔ جلد 20 صفحہ 72-71)

پس مخالفین کی ہزاروں کوششوں نے آپ کی ترقی میں ذرا سا بھی فرق نہیں ڈالا۔ اس لئے کہ ان کے ہر مکر اللہ تعالیٰ اُن پر اُلٹا دیتا تھا اور آج تک یہ نظارے ہم دیکھ رہے ہیں۔ اور جب تک ہم اپنے ایمانوں میں مضبوط رہیں گے، ہم جماعتی ترقی کے نظارے دیکھتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’یہ اُن لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ مَیں وہ درخت ہوں جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے…‘‘۔

فرمایا کہ ’’…اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دُعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعا نہیں سُنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے۔ اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے۔ اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے اَور مُنہ ہوتے ہیں اَور صادقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا۔ مَیں اس زندگی پر لعنت بھیجتا

بقیہ صفحہ 8 پر

تُو جو ہوتا تو کوئی درد کے درماں ہوتے

عمر گزری ہمیں اس بات کا عرفاں ہوتے
فکرِ دُنیا ہمیں یوں ہی رہی، رحماں ہوتے
ہم وفا کرنے کا وعدہ ہی اگر کر پاتے
ہم کہیں اور نہ جاتے ترے مہماں ہوتے
صبر کرنا تو ہمیشہ، ہمیں عادت ٹھہری
پُورے اُس نے بھی کئے ظلم کے ارماں ہوتے
ہجر میں ہم نے گزاری ہیں جو مشکل گھڑیاں
تُو جو ہوتا تو کوئی درد کے درماں ہوتے
آرزو اور نہیں کوئی رہی دل میں اب
تُو جو آتا تری دعوت کے بھی ساماں ہوتے
بے پنہ تیری محبت کا اثر ہوتا ہے
ورنہ بے ساختہ یوں لوگ نہ قرباں ہوتے
طارق اب اور کہیں ڈھونڈ ٹھکانہ اپنا
بھیڑ میں رہ کے نہیں سوچ میں غلطاں ہوتے

ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔ لندن

آج کی دعا

۔۔۔رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ (تذکرہ صفحہ ۹۳۶)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے، ہم خطا پر تھے۔

۔۔۔رَبِّ اجْعَلْ غَالِبًا عَلٰی غَيْرِیْ (تذکرہ صفحہ ۲۲۷)

ترجمہ: اے میرے رب مجھے غیر پر غالب کر دے۔

۔۔۔دستِ تو۔ دعائے تو۔ ترحم ز خدا (تذکرہ صفحہ 569)

ترجمہ: تیرے ہاتھ اٹھانے اور تیری دعاؤں کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی رحمت کی بارش ہوتی ہے۔

یہ حضرت مسیحِ موعودؑ کی بخشش و رحمت اور مدد و نصرت کی دعائیں ہیں۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کو مسلسل دعاؤں کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

پاکستان کے احمدیوں کے لئے دعا کی طرف تو آج بھی میں توجہ دلاتا ہوں۔ دعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ان کے حالات بہتر کرے، پاکستان میں رہنے والے احمدیوں کو بھی دعاؤں کی توفیق دے۔ اپنی اصلاح کی بھی توفیق دے، اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے کی بھی توفیق دے۔ اور اللہ تعالیٰ جلد یہ اندھیرے دن جو ہیں روشنیوں میں بدل دے۔ اور ہم وہاں کے احمدیوں کو بھی آزادی کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے دیکھیں۔

(خطبہ جمعہ 05 فروری 2021ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

رنگ انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے

چند روز قبل ٹی وی کے ایک پروگرام میں شاملین پروگرام کے لباس کے رنگوں پر تبصرہ ہو رہا تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے رنگوں کے حوالہ سے کہا کہ:۔

’’رنگ انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے‘‘ جونہی یہ فقرہ میرے کانوں میں داخل ہوا۔ فوراً میرا ذہن سورۃ البقرہ کی آیت 139 کی طرف ملتفت ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

صِبْغَتَہ اللّٰہ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللہ صِبْغَۃ

اللہ کا رنگ پکڑو اور رنگ میں اللہ سے بہتر اور کون ہوسکتا ہے (ترجمہ القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر صغیر میں اس کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے:۔

’’عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جہاں کسی کو کسی کام کی ترغیب دلانی ہو وہاں اس فعل کو جس میں ترغیب کے معنے پائے جاتے ہیں حذف کر دیا جاتا ہے اور صرف مفعول بہ بیان کر دیا جاتا ہے یہاں نَتَّبِعُ فعل محذوف ہے اور اصل فقرہ یوں ہے۔ نَتَّبِعُ صِبْغَۃَ اللّٰہ۔ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کا دین اختیار کریں گے‘‘

’’اور تفسیر کبیر میں نَتَّبِعُ کی بجائے اِتَّبِعُوْا لکھا ہے اللہ کا دین اختیار کرو‘‘

گویا ترجمہ یوں ہوا اللہ کا دین اختیار کرو اور دین سکھانے کے معاملہ میں اللہ سے کون بہتر ہوسکتا ہے۔ یعنی اللہ کی ملّت اور فطرت اختیار کرو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ ترجمہ فرماتے ہیں کہ الٰہی رنگ میں رنگین ہو جاؤ (حقائق الفرقان ص 251)

اللہ کا رنگ اختیار کرنے یا اس کے دین کو اپنانے سے ساری دنیا کے مسلمانوں بالخصوص احمدی مسلمانوں کا رنگ وہی ہوگا جو سب سے زیادہ سیّدنا و امامنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر چڑھا اور آپ کے توسط سے صحابہؓ اور پھر آج آنحضور ﷺ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آنحضور ﷺ کا رنگ ہم احمدیوں پر چڑھا اور خلافت کے ذریعہ ان پروانوں اور روحانی پرندوں پر یہ رنگ چوکھا چڑھتا چلا گیا اور تمام دنیا میں ایک ہی رنگ اور ایک ہی بولی والے پرندے پیدا ہوتے گئے اور آئندہ بھی ان شاء اللہ پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ جیسے ایاز محمود میں حضرت ام طاہرؓ کے متعلق حضرت حشمت اللہؓ نے لکھا کہ آپ میں دینی شغف بہت تھا۔ ارکان اسلام کی نہایت پابند تھیں اور خواہش رکھتی تھیں کہ دوسری مستورات بھی اس رنگ میں رنگین ہوجائیں۔

(ایاز محمود صفحہ 187)

جیسا کہ مادی پرندوں کی بولیاں تمام دنیا میں ایک جیسی ہوتی ہیں، گزشتہ سال مجھے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نمائندگی میں سیرالیون جلسہ سالانہ میں شمولیت کی توفیق ملی۔ Landing کے بعد ہم دونوں میاں بیوی کو لنگے ائیر پورٹ ہی کے قریب ایک مشن ہاؤس میں رات بسر کرنی پڑی۔ صبح سویرے کوئیل کی آواز سننے کو ملی۔ اس آواز سے ایسا سماں بندھ گیا جس نے پاکستان کی دیہاتی زندگی کی یادیں تازہ کر دیں۔ اور یہاں برطانیہ Farnham میں بھی صبح سویرے روزانہ ہی کوئیل کی حسین اور پُرکشش آواز سنائی دیتی ہے اور پاکستانی ماحول یاد آجاتا ہے۔ اسی طرح روحانی پرندے جہاں ہمرنگ ہوتے ہیں اُن کی بولیاں بھی مشترک ہوتی ہیں اور مزاج بھی خلافت کے پلیٹ فارم تلے سانجھا ہوجاتا ہے۔

اللہ کا رنگ اپنانے کے متعلق ایک اداریہ خاکسار نے گزشتہ رمضان میں تحریر کیا تھا جو الفضل آن لائن کی زینت بن چکا ہے۔ جس میں خاکسار نے اللہ تعالیٰ کی جو تعلیمات قرآن و احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔ ان کو اپنا کر آنحضور ﷺ کے اُسوہ کو ماڈل کے طور پر اپنا بنا کر الٰہی رنگ کو اپنے اوپر چڑھانے کی درخواست کی تھی۔ آج جو مضمون اس حوالہ سے ذہن میں گردش کر رہا تھا۔ وہ صفات باری تعالیٰ کو اپنے اندر حسب توفیق سمونے سے متعلق ہے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ «رحیم» ہے اور دعاؤں کو سُن کر نرمی و رحم کا سلوک اپنے بندے سے کرتا ہے تو ایک مومن کو بھی اپنے درجے سے کم لوگوں کی اگر وہ التجا کریں تو مثبت جواب دینا چاہیئے۔ مجھے یاد ہے کہ استادی المحترم سید میر محمود احمد ناصر ایک دفعہ مسجد مبارک میں درس الحدیث دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت» الاوّل «بھی ہے۔ اس لئے ہم میں ہر ایک کو یہ صفت اپنا کر نیکیوں میں ایک دوسرے پر اوّلیت اور فوقیت حاصل کرنی چاہیئے۔

میں بیان کر رہا تھا کہ اس دفعہ صفات باری تعالیٰ سے اپنے آپ کو رنگین کرنے کی درخواست کروں تو یوم مصلح موعود کے حوالہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے اقتباسات پڑھتے صبغۃ اللہ کے متعلق بھی ایک اقتباس ملا۔ جس میں اللہ کی صفات کو لبادہ بنانے کی تلقین ملتی ہے۔

آپؓ فرماتے ہیں:۔

’’صِبْغَۃَ اللہ کے ایک یہ بھی معنے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کا رنگ اختیار کرو۔ یعنی ہمیشہ صفات الٰہیہ کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ اور دیکھتے رہو کہ کیا تم صفات الٰہیہ کے مظہر بنے ہو یا نہیں بنے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسی غرض کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صفات الٰہیہ کا مظہر بنے اور اس کی قابلیت خود اس نے انسانی فطرت کے اندر ودیعت کر دی ہے۔ کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس کی ربوبیت کا مظہر نہیں بن سکتا یا رحمانیت کا مظہر نہیں بن سکتا یا رحیمیت کا مظہر نہیں بن سکتا یا مالک یوم الدین کا مظہر نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں یہ تمام قابلیتیں رکھ دی ہیں اور اسی کی طرف رسول کریم ﷺ کی یہ حدیث بھی اشارہ کرتی ہے کہ خلق اللہ اٰدم علیٰ صورتہ (بخاری جلد 2 کتاب الاستیذان) یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی مادی شکل نہیں اور نہ اسلام اس کا قائل ہے پس اللہ تعالیٰ کی صورت پر آدم کو پیدا کرنے کا یہی مفہوم ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدم میں صفات الٰہیہ کا مظہر بننے کی قابلیت رکھ دی اب کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں ان صفات کو اپنے وجود کے ذریعہ ظاہر نہیں کرسکتا جس طرح خدا تعالیٰ ستار ہے۔ اسی طرح وہ بھی ستار بن سکتا ہے، جس طرح خدا شکور ہے اسی طرح وہ بھی شکور بن سکتا ہے، جس طرح خدا وہّاب ہے اسی طرح وہ بھی وہّاب بن سکتا ہے جس طرح خدا رزّاق ہے اسی طرح وہ بھی اپنے دائرہ میں رزّاق بن سکتا ہے۔ اور درحقیقت اسلامی نقطہ نگاہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب بھی وہی شخص حاصل کرتا ہے جو صفات الٰہیہ کا مظہر بن کر اللہ تعالیٰ سے مشارکت پیدا کر لیتا ہے۔ اور اُسی کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے۔ دیکھو آک کا ٹڈا آک کے پتوں میں رہ کر ویسا ہی رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ اور تیتری جن پھولوں میں اُڑتی پھرتی ہے اُن کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ کیا ہم ٹِڈوں اور تیتریوں سے بھی گئے گزرے ہیں اور ہمارا خدا نعوذ باللہ آک اور پھولوں سے بھی گیا گزرا ہے کہ ٹڈا اگر آک میں رہتا ہے تو اُن کا رنگ قبول کر لیتا ہے تیتریاں جن پھولوں میں رہتی ہیں اُن کا رنگ اخذ کر لیتی ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے بندے اس کے پاس جائیں اور وہ اُسکا رنگ قبول نہ کریں دراصل اپنے دل کی بدظنی ہوتی ہے۔ جو انسان کو ناکام و نامراد رکھتی ہے رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں:۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عبدی بی۔ جیسا بندہ میرے متعلق گمان کرتا ہے ویسا ہی میں اس سے سلوک کرتا ہوں وہ لوگ جن کے دلوں میں اپنی عظمت کا احساس نہیں ہوتا یا خدا تعالیٰ کے متعلق یقین نہیں ہوتا ان کو کچھ نہیں ملتا لیکن جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں معزز بنایا ہے اور بڑی بڑی طاقتیں عطا کی ہیں اور وہ یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بڑا رحم کرنے والا ہے اور بڑے بڑے انعام دینے والا ہے وہ خالی نہیں رہتے بلکہ اپنے ظرف کے مطابق اپنا حصہ لے کر رہتے ہیں پس خدا تعالیٰ نے اس آیت میں توجہ دلائی ہے کہ تم دنیا میں سے کسی نہ کسی کا رنگ اختیار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور جب تم نے بہرحال کسی کا رنگ اختیار کرنا ہے تو ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ تم اپنے دوستوں کا رنگ اختیار نہ کرو۔ تم اپنے بیوی بچوں کا رنگ اختیار نہ کرو تم اپنے اساتذہ کا رنگ اختیار نہ کرو۔ تم اپنے ماحول کا رنگ اختیار نہ کرو۔ تم اپنی حکومت کا رنگ اختیار نہ کرو بلکہ تم خدائے واحد کا رنگ اختیار کرو۔ کیونکہ اُس نے تم کو پیدا کیا ہے اور اس سے تعلق ہی تمہاری نجات کا موجب ہوسکتا ہے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللہ صِبْغَۃَ اور اللہ تعالیٰ سے بہتر اور خوبصورت رنگ تم پر اور کون چڑھا سکتا ہے اس رنگ کے بعد تم بہروپئے نہیں بنو گے بلکہ ایک حسین ترین وجود بن جاؤ گے جسے دیکھ کر دنیا کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی۔ اور وہ تمہیں اپنے مکالمات و مخاطبات سے مشرف کرے گا۔ تم پر اپنے غیب کے اسرار کھولے۔ اور تمہیں اپنے غیر معمولی انعامات سے بہرہ ور فرمائے گا‘‘ (تفسیر کبیر جلد 2 ص 217۔218)

پھر آپؓ فرماتے ہیں:۔

’’غرض صبغۃ اللہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے اور اس کے رنگ میں رنگین ہونے کی نصیحت کی گئی ہے جو انسانی پیدائش کا حقیقی مقصد ہے اور جس پر بنی نوع انسان کی نجات اور اللہ تعالیٰ کا قرب منحصر ہے‘‘ (تفسیر کبیر جلد 2 ص 219)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ترجمۃ القرآن کے نیچے Foot note میں تحریر فرمایا ہے:۔

«نصاریٰ کا اصطباغ کس کام کا۔ الٰہی رنگ سے ہم رنگین ہیں:

اپنے گزشتہ اداریہ (جس کا ذکر خاکسار اُوپر کر آیا ہے) کے مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے خاکسار اپنے قارئین سے عرض کرنا چاہے گا کہ اللہ کی صفات کو اپنے اندر اُس وقت تک نہیں اُتارا جا سکتا جب تک قرآنی تعلیم کو نہ اپنایا جائے آنحضور ﷺ کی سیرت کے بارے میں کسی نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:۔ کَانَ خُلُقُہُ القراٰن کہ آپؐ کے اخلاق اور آپ کی زندگی مجسم قرآن تھی۔

آنحضور ﷺ فرماتے ہیں:۔

اپنی آنکھوں سے بھی عبادت میں حصہ لیا کرو۔ صحابہ نے پوچھا یہ کیسے ہو؟ فرمایا آنکھوں سے قرآن کو دیکھنا، اس پر غور و فکر کرنا اور اس کے عجائبات کو سمجھنا۔ (البیہقی حدیث نمبر 2222)

میرا ایک دفعہ کچھ احمدی دوستوں کے ساتھ انارکلی لاہور سے گزر ہوا وہاں ایک ٹیلر کی دکان کے باہر لکھا تھا:۔

God makes men and we make them

Gentlemen

میرے ساتھی اس فقرہ سے محظوظ تو ہوئے۔ لیکن میں نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس فقرہ سے شرک کی بو آتی ہے ہمیں اسے یوں پڑھنا چاہیئے۔

God makes men and Quran makes them

Gentlemen

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنی تعلیمات سے آشکار کرتا رہے اور ہماری نسلیں اس سے رہنمائی لے کر مقربین الی اللہ میں شمار ہوں۔ آمین

رپورٹ: عبدالہادی قریشی، نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن (سیرالیون)

جماعت احمدیہ سیرالیون کے صد سالہ جشن تشکر کی تقریبات کا بابرکت انعقاد

19/ فروری کا دن جماعت احمدیہ سیرالیون کی تاریخ میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ آج سے سو سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحبؓ غانا جاتے ہوئے راستہ میں 19/ فروری 1921 ء کو سیرالیون اترے اور مسلسل تین دن یہاں تبلیغ کرنے کے بعد آگے روانہ ہوئے۔ یہ دن سیرالیون کے مسلمانوں کے لئے انتہائی خوشی کے دن تھے۔ مولانا عبدالرحیم نیر صاحب نے اس مختصر قیام میں کئی لیکچر دئے اور سرکردہ مسلمان نمائندوں سے ملاقاتیں کیں اور ہر ممکنہ طور پر اسلام احمدیت کا پیغام یہاں کے لوگوں کو پہنچایا۔ اس بابرکت موقع کے سو سال پورے ہونے پر ملک بھر میں تین روزہ صد سالہ جشنِ تشکر کی تقریبات کا اہتمام کیا گیا۔ (سیرالیون میں جماعت کا پیغام بذریعہ لٹریچر تو 1915ء میں ہی پہنچ گیا تھا اور 1916 ء میں ایک مقامی شخص Pa Musa Gerber نے بذریعہ خط بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔)

محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے مؤرخہ 19 فروری 2021 کو جماعت احمدیہ سیرالیون کو ایک سو سال مکمل ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اس موقع کی مناسبت سے ایک پروگرام بنایا گیا جو تین روز پر مشتمل تھا۔ یہ پروگرام سارے ملک کی جماعتوں میں بھجوایا گیا تا کہ سارے ملک میں ایک ہی طرز کے پروگراموں کا انعقاد ہو۔ ان پروگراموں کا باقاعدہ آغاز مؤرخہ 18 فروری 2021 کو ہوا۔ جمعرات کے روز سارے ملک میں احمدی احباب کو خصوصی طور پر نفلی روزہ رکھنے کی تحریک کی گئی اور موصولہ رپورٹس کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے 5202 افراد نے روزہ رکھا۔ جبکہ اسی موقع کی مناسبت سے ملک کے تمام ریجنل ہیڈ کوارٹرز اور مساجد کو رنگ و روغن کیا گیا اور جھنڈیوں، جوبلی بینرز اور جوبلی سٹکرز سے ان کو مزین کیا گیا اور کئی مساجد و مشن ہاؤسز کی تزئین کیلئے آرائشی لائٹس بھی لگائی گئیں۔ اسی روز احباب جماعت نے حضور انور کی خدمت اقدس میں دعائیہ خطوط بھی لکھے جن کی تعداد 1,966 تھی۔

مؤرخہ 19 فروری 2021 کو احباب جماعت کو خصوصی طور پر نماز جمعہ اپنی اپنی مساجد میں باجماعت ادا کرنے کی تحریک کی گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مساجد نمازیوں سے بھری رہیں۔ جماعت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے کی مناسبت سے جماعت احمدیہ سیرالیون کی تاریخ پر مبنی ایک مختصر خطبہ جمعہ تیار کر کے ملک کی تمام جماعتوں میں بھجوایا گیا اور تمام مساجد میں جمعہ کے روز وہی خطبہ دیا گیا۔ اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے جماعت احمدیہ سیرالیون کے نام از راہ شفقت بھجوایا گیا پیغام بھی اس خطبہ جمعہ کے حصہ کے طور پر شامل کیا گیا تا کہ تمام احباب جماعت پیارے آقا کے پیغام کو سن سکیں اور اس پر عمل بھی کر سکیں۔ اسی طرح اس پیغام کا ترجمہ ملکی لوکل زبانوں میں بھی کیا گیا اور اسے بار بار ریڈیو پر پڑھ کر سنایا گیا تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اسے سمجھ بھی سکیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کا اردو ترجمہ

سعید الرحمن صاحب
امیر و مبلغ انچارج
احمدیہ مسلم جماعت سیرالیون
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے بہت خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ مسلم جماعت سیرالیون اپنے سو سال مکمل ہونے کی تقریبات منا رہی ہے۔ ماشاء اللہ

اس عرصہ کے دوران جماعت نے سیرالیون میں تمام میدانوں میں بہت کامیابیاں حاصل کیں۔ لیکن ابھی آپ کے سامنے ایک لمبا سفر ہے جسے آپ نے مکمل کرنا ہے۔ اور اس کے لئے آپ کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سیرالیون کے تمام لوگوں تک پہنچانی ہوں گی۔ آپ کو ان کو آگاہ کرنا ہوگا کہ انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ایک قریبی تعلق پیدا کرے۔ انسان کو اپنے خالق سے متعلق آگاہی حاصل کرنی ہوگی۔ اور یہی حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا مقصد تھا، جن کے آنے کی واضح پیشگوئی حضرت محمد ﷺ نے فرمائی تھی۔ آپ کے آنے کا ایک بنیادی مقصد یہ تھا کہ انسان کو یہ پتہ چلے کہ ہمارا خالق اللہ ہے جو ایک ہے، جو تمام جہانوں کا رب ہے اور تمام طاقتوں کا مالک ہے۔

اس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تمام زندگی ہمیں یہ سکھانے میں وقف کی کہ ہمیں اپنے آپ کو مکمل طور پر، واحد و یگانہ اور حقیقی طاقتور اللہ کے سپرد کر دینا چاہئے اور اس کے سامنے جھکنا چاہئے۔

مولانا عبدالرحیم نیر صاحب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ پہلے مبلغ تھے جنہوں نے 19/ فروری 1921 ء کو سیرالیون کے ساحل پر قدم رکھے۔ آپ کے بعد کے ابتدائی مبلغین میں مولانا حکیم فضل الرحمن صاحب اور مولانا نذیر احمد علی شامل ہیں جنہوں نے اسلام کے لئے بڑی قربانیاں دیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ان کو قربانیوں کی حقیقی روح کو سمجھنے کا موقع دے اور آپ کو اپنے آپ میں ایک خالص تبدیلی لانے کی توفیق دے تا کہ آپ ان کے روشن نقوشِ قدم پر چلتے ہوئے اسلام کا حقیقی پیغام اس زمین میں رہنے والے ہر ایک تک پہنچا سکیں اور ان کو حضرت محمد ﷺ کے جھنڈے تلے لے آئیں تا وہ خدائے واحد و یگانہ کے عبادت گذار بندے بن جائیں۔ اللہ آپ کو یہ ذمہ داری ادا کرنے کی توفیق دے آمین۔

جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ آپ کے سامنے ایک لمبا سفر ہے۔ اب جب کہ پہلے سو سال مکمل ہو چکے ہیں، آپ کو اب ایک نئے جوش و جذبے کے ساتھ اپنے آپ کو جماعت کی خدمت کے لئے وقف کر دینا چاہیئے۔ آپ کو صرف اس بات پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے اور خوش ہونا چاہئے کہ سیرالیون میں جماعت کو قائم ہوئے سو سال مکمل ہو گئے ہیں۔ بلکہ آپ کو ایک سچا تجزیہ کرنا چاہئے کہ آپ نے ان گذرے ہوئے سو سالوں میں کیا کیا ہے؟ آپ کو اپنے آپ سے پوچھنا چاہئے کہ آپ نے کیا کامیابیاں حاصل کیں ہیں؟ اور کس طرح آپ زیادہ رفتار کے ساتھ مزید کامیابیاں حاصل کر سکتے ہیں؟ اور کس طرح اپنی کمزوریوں کو دور کر سکتے ہیں؟ صرف وہی قومیں کامیاب ہو رہی ہیں جو مسلسل اپنی کارکردگی میں بہتری لا رہی ہیں اور نئے منصوبے بناتی ہیں کہ کس طرح مزید آگے بڑھا جا سکے۔ اس لئے آپ کو تبلیغ اور احبابِ جماعت کی تربیت کے لئے ملکی سطح پر نئی حکمتِ عملی اپنانی ہو گی تا کہ آپ اس قدر مسلسل آگے بڑھتے چلے جائیں کہ آنے والے سالوں میں جماعت کی ترقی میں کئی گنا اضافہ ہو۔ سب سے ضروری یہ ہے کہ یہ صرف عہدے داران کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ یہ ضروری ہے کہ تمام احبابِ جماعت اس میں مکمل طور پر شامل ہوں اور ان پروگراموں کو نافذ کریں اور ان عظیم مقاصد کو حاصل کریں۔ اللہ آپ کو ایسا کرنے کی توفیق دے۔ اللہ آپ پر فضل فرمائے۔

آپ کا مخلص

دستخط

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

19 فروری 2021ء کے روز تمام ریجنل ہیڈ کوارٹرز میں ایک ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کیا گیا اور ایک احمدی خادم مکرم موسیٰ میوا صاحب کی طرف سے 4 گائیں بھی بطور صدقہ ذبح کی گئیں اور ان کا گوشت غرباء میں تقسیم کیا گیا۔

اسی روز مختلف ریڈیو چینلز پر 31 خصوصی پروگرامز کئے گئے اور 3 ٹی وی چینلز پر بھی لائیو پروگرام کئے گئے جن میں جماعت احمدیہ کے تعارف، تعلیمات اور خدمات پر روشنی ڈالی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑی تعداد میں جماعت کا تعارف لوگوں تک پہنچا اور بڑی تعداد میں لوگوں نے بذریعہ فون و سوشل میڈیا جماعت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر مبارکباد پیش کی۔

19 فروری کی رات کو احمدیہ ریڈیو فری ٹاؤن، BO اور مکینی پر ایک مختصر لائیو پروگرام کیا گیا جس میں جماعت احمدیہ کی سو سالہ تاریخ اور خدمات پر مختصر روشنی ڈالی گئی اور اس کے آخر میں مکرم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی جس میں سارے ملک سے احمدی و غیر احمدی احباب شامل ہوئے۔ سارے ملک سے لوگوں نے مبارکباد کے پیغامات بھجوائے جن میں سے کچھ ریڈیو پر پڑھ کر بھی سنائے گئے۔

مؤرخہ 20 فروری 2021ء کی صبح سارے ملک میں باجماعت نماز تہجد کی تحریک کی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی تعداد میں احباب جماعت نے مساجد اور گھروں میں باجماعت نماز تہجد ادا کی۔

20 فروری کی مناسبت سے سارے ملک میں خصوصی طور پر یوم مصلح موعودؓ کے حوالہ سے اجلاسات کا بھی انعقاد کیا گیا۔ ان پروگراموں میں اطفال، خدام اور انصار نے سیرت

وسوانح حضرت مصلح موعودؓ کے حوالہ سے مختلف تقاریر تیار کیں اور بھرپور جوش و جذبہ سے ان پروگراموں کو کامیاب بنایا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

اس کے علاوہ کئی ریجنز میں ممبران جماعت نے مارچ پاسٹ کیا اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ شاملین نے جماعتی تعارف، پیغامات اور جماعتی خدمات کے متعلق بینرز اٹھائے ہوئے تھے۔ مختلف مقامات پر جوبلی کی مناسبت سے خصوصی پروگراموں کا انعقاد بھی ہوا جس میں اطفال، ناصرات، لجنہ، خدام اور انصار نے حصہ لیا۔ ان پروگراموں میں خدام، انصار، لجنہ، ناصرات اور اطفال نے اپنے اپنے تنظیمی عہد باآواز بلند دہرائے اور بچوں و بچیوں نے مختلف نظمیں پڑھیں اور شاملین کو ان پروگرامز کے بعد کھانا بھی پیش کیا گیا۔ خدام نے مختلف ریجنز میں خصوصی وقارعمل کا بھی اہتمام کیا جس میں بچوں اور بڑوں نے یکساں شوق سے حصہ لیا۔ Mile91 ریجن میں پروگرام کا انعقاد کیا اور اس میں وہاں کے ریجنٹ چیف کو بھی مدعو کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے ٹھیک طرح سے جماعتی تعلیمات کا علم نہیں تھا اسلئے سوچا آج خود جاکر دیکھتا ہوں۔ میں نے بڑی اچھی طرح مشاہدہ کیا ہے کہ جماعت احمدیہ قرآن و سنت پر عمل کرتی ہے اور رسول کریم ﷺ سے بے انتہا محبت بھی رکھتی ہے۔ آج میں بہت متاثر ہوا ہوں اور مجھے پختہ یقین ہے کہ جماعت احمدیہ ہی صحیح اور حقیقی معنوں میں اسلامی تعلیمات پر عمل کرتی ہے۔

جامعۃ المبشرین سیرالیون کو اس موقع پر نہایت سادگی کے ساتھ رنگ و روغن، جھنڈیوں اور روشنیوں سے سجایا گیا۔ مجوزہ پروگرام کے مطابق جملہ طلباء جامعہ نے مؤرخہ

18/فروری کو نفلی روزہ رکھا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھے۔ مورخہ 19/فروری بروز جمعہ باجماعت نماز تہجد کا اہتمام کیا گیا اور جامعہ کی طرف سے ایک بکرا صدقہ کیا گیا۔ دن کے وقت جامعہ کے طلباء کے درمیان ایک فٹ بال میچ کا بھی اہتمام کیا گیا۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد مقامی جماعت بو ریجن کی طرف سے ایک مارچ پاسٹ کا انتظام کیا گیا تھا جس میں جامعہ کے جملہ طلباء اور اساتذہ نے شرکت کی۔ شام کو اساتذہ اور طلباء کے درمیان ایک نمائشی والی بال میچ ہوا جسے طلباء نے باآسانی جیت لیا۔

مؤرخہ 20/فروری کو نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ اسی دن شام کو طلباء نے ناصر احمدیہ سنٹرل مسجد میں ریجنل طور پر ہونے والی صد سالہ تقریبات کے پروگرام میں شرکت کی۔

مؤرخہ 21/فروری کو جامعۃ المبشرین میں یوم مصلح موعودؓ اور صد سالہ تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز بعد نماز عصر مولانا سعید الرحمن صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ نظم کے بعد ایک طالب علم نے صد سالہ جوبلی کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد فرمودہ پیغام پڑھ کر سنایا۔ اس موقع پر طلباء نے صد سالہ جوبلی سے متعلق ایک نظم انگریزی زبان میں پڑھ کر سنائی۔ پروگرام کی آخری تقریر مکرم امیر صاحب نے کی جس میں آپ نے ابتدائی مبلغین کی کوششوں کا ذکر فرمایا اور تبلیغ کے میدان میں ان کی انتھک کوششوں اور قربانیوں کا ذکر کیا اور طلباء کو نصیحت فرمائی کہ وہ اپنے عہد بیعت اور عہد وقف کو بہترین طور پر پورا کرنے والے ہوں۔ پروگرام کا اختتام دعا سے ہوا جس کے بعد نماز مغرب اور عشاء جمع کر کے ادا کی گئیں۔ نمازوں کے بعد طلباء اور مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری مساعی میں برکت ڈالے۔ آمین

نذیر احمد مظہر (ڈاکٹر آلٹرنیٹو میڈیسن)، کینیڈا

سستی اور اس کا علاج

کرونا کے باعث بہت سے لوگ دفتری کام گھروں سے کر رہے ہیں اور کئی کام بند ہیں جبکہ کئی جزوی طور پر بند ہیں ایسے میں سستی اور کاہلی کے بڑھنے کا زیادہ امکان ہو جاتا ہے اور بہانہ ڈھونڈنے والے سست لوگ مزید سستی کا شکار ہو سکتے ہیں،اس تعلق میں ہم دیکھتے ہیں کہ سستی کیا ہے،اس کے محرکات واسباب کیا ہیں،اس کا انجام کیا ہے اور اس سے نجات کے کیا طریق ہیں؟

سادہ لفظوں میں کسی فریضہ کو بر وقت اور صحیح رنگ میں انجام نہ دینا سستی کہلاتا ہے۔طبیعت کا بوجھل پن اور کام کاج کو جی نہ چاہنا بھی سستی کہلاتا ہے۔ اسی طرح کاموں کو بار بار معرض التواء میں ڈالنا ’’اچھا کر لیتے ہیں‘‘ کی جھوٹی تسلیاں خود کو اور دوسروں کو دینا یہ سب سستی کا حصّہ ہے۔سستی ایسی بری بلا ہے کہ خدا کے رسول ﷺ نے بھی اس سے پناہ طلب کی ہے۔

سستی کی حالت میں دماغ و اعصاب سوئے سوئے اور تھکے تھکے رہتے ہیں۔ کام میں حالتِ معمول کی وہ دلچسپی،سبک رفتاری، لگن شوق،امنگ،ولولہ نہیں ہوتا۔یہی وجہ ہے کہ کام کی رفتار،استعداد کار دونوں متاثر ہوتی ہیں۔

سستی کی دو بڑی اقسام ہیں:۔ ا۔ دنیاوی امور میں سستی ۲۔ دینی امور میں سستی

دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ دنیوی امور میں سست ہوتے ہیں اور بعض لوگ دینی امور میں۔ اور پھر بعض دونوں میں۔سستی بہر حال نقصان و زیاں کا باعث ہے مگر بالخصوص دینی امور میں سستی لا پرواہی تو بہت ہی بری ہے۔ ہمارے آقا نے فرمایا:۔وَاعْمَلْ لِدِیْنِكَ كَاَنَّكَ تَمُوْتُ غَدًا۔ وَاعْمَلْ لِدُنْیَاكَ كَاَنَّكَ تَعِیْشُ اَبَدًا۔یعنی اگر دین کا معاملہ ہو تو سمجھ کہ گویا تو نے کل مر جانا ہے اگر دنیا کا معاملہ ہو تو سمجھ گویا تو نے ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنا ہے۔

گویا دین کو دنیا پر مقدم رکھنے اور آخرت کو یاد رکھنے کا حکم ہے۔اور جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہے ہمارا مشاہدہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے دنیوی امور کا خود کارساز ہوتا ہے اور غیب سے عجیب وغریب سامان پیدا کرتا ہے کہ انسانوں کو اس کا وہم وگمان بھی نہیں ہو سکتا، سستی کا بہت بڑا سبب اس جذبہ واحساس کا فقدان ہے جو کسی بھی فریضہ کے انجام دینے کا اصل محرک ہوا کرتا ہے۔جب کسی بھی فرد یا قوم میں یہ احساس بیدار ہوتا ہے تو اس پر ہر قسم کی ترقیات کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ دراصل اس ظاہری انسان کے اندر ایک اور انسان ہے جسے ضمیر یا احساس کہتے ہیں۔جب تک یہ سویا رہتا ہے تو بیرونی انسان سویا رہتا ہے۔مگر جب یہ جاگ اٹھے تو انسان جاگ اٹھتا ہے۔کاہل الوجود لوگوں میں یہی اندر کا انسان سویا ہوا ہوتا ہے۔خلاصۃً یہ کہ

1. نا عاقبت اندیش،لاپرواہ، آرام طلب لوگوں کی صحبت سستی پیدا کرتی ہے۔
2. ناجائز وغیر حلال ذرائع سے حاصل ہونے والی کمائی سستی پیدا کرتی ہے۔
3. جسمانی حس وحرکت نہ کرنے،ورزش وکسرت سے جی چرانے سے دوران خون کمزور پڑ کر سستی پیدا ہوتی ہے۔
4. فارغ رہنے کے عادی ہو جانے سے کام کرنے کا جذبہ کمزور پڑ کر سستی واقع ہو جاتی ہے۔
5. خدا سے مدد نہ مانگنا،دین و مذہب سے دوری سستی پیدا کرتی ہے اور یہ ایک اٹل حقیقت ہے۔
6. خوب پیٹ بھر کر کھانا اور پڑے رہنا سستی کا سبب بھی ہے اور نتیجہ بھی۔
7. High-Fat والے چربیلے کھانے، دیسی گھی، مکھن، مٹھائی، دودھ، لسی، بالائی خوب کھانا پینا اور فارغ بیٹھے خوب سستی پیدا کرتے ہیں۔
8. مطلوبہ نیند سے کم سونا یا زیادہ سونا سستی پیدا کرتا ہے اور نہایت اہم سبب ہے۔
9. موٹاپا سستی پیدا کرتا ہے۔
10. بند کمروں کی غیر صاف ہوا اور گرم مرطوب موسم سستی پیدا کرتے ہیں۔
11. غیر فطری طرز زندگی سونے کے اوقات میں جاگنا اور جاگنے کے اوقات میں سونا سستی پیدا کرتا ہے۔
12. دیر ہضم کھانے سستی پیدا کرتے ہیں۔
13. قوت ارادی کی کمی اور عزائم کو بار بار توڑنا سستی کا سبب بھی ہے اور نتیجہ بھی۔
14. بدنی و اعصابی کمزوری سے خواہ وہ کسی سبب سے ہو سستی لاحق ہوتی ہے۔
15. کثرت کار وقلت آرام تھکاوٹ و اعصابی کمزوری سستی پیدا کرتی ہے۔
16. افیون،خواب آور ادویات نشہ آور اشیاء سے سستی پیدا ہوتی ہے۔
17. غیر متوازن غذا سے جسم میں ضروری اجزاء کی کمی واقع ہو کر ضعف ونقاہت وسستی پیدا ہوتی ہے۔

بلا ضرورت بار بار محرک اشیاء مثلاً چائے، کافی، کوک کے استعمال سے عارضی چستی کے بعد بار بار سستی پیدا ہوتی ہے۔نتیجتاً بار بار محرکات کی ضرورت پڑا کرتی ہے۔کاہلی کے نتیجہ میں کاہل انسان اپنے قیمتی وقت کا بیشتر حصہ ضائع کر دیتا ہے اور یوں اپنا اور اپنے خاندان کا مستقبل تاریک کر کے ہمیشہ کف افسوس ملتا ہے۔سب سے اول و اہم علاج یہ ہے کہ اس اندر کے انسان کو جگایا جائے جو تمام سستیوں کا دافع ہے۔مگر اس کو جگانا انسان کے بس میں نہیں۔

تیرے بن روشن نہ ہووے گو چڑھے سورج ہزار

اسے جگانے کے لئے خدا سے مدد مانگنا بے حد ضروری ہے۔اس کا حل سورہ فاتحہ میں ایاک نعبد وایاک نستعین ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور

تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔راہ مستقیم پر چلنے والے اور انعام یافتہ گروہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مانگی جائے۔ اور مغضوب اور بھٹکے ہوئے کاہل الوجود لوگوں کی راہ سے بچنے کی استدعا کی جائے۔یہ مسنون دعا اللھم انی اعوذبك من العجز والکسل (اے اللہ میں تجھ سے کسل مندی وسستی سے پناہ مانگتا ہوں)بکثرت پڑھیں۔اس سے اندر کا انسان جاگتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ بھی سستی دور کرنے کا مؤثر علاج ہے۔ درود شریف واستغفار کی کثرت سستی کے ازالہ میں مؤثر ہے۔ زندگی کے بعض اعلیٰ مقاصد متعین کیے جائیں۔ان کے حصول کے لئے منصوبہ بندی کی جائے۔اور محاسبہ کیا جائے کہ ان کے حصول میں کہاں تک کامیابی ہوئی۔یہ سستی دور کرنے کا اہم گر ہے۔نیک ترقی یافتہ اچھے وفعال لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے۔ جائز وحلال ذرائع سے روزی کمائی جائے۔دینی کاموں کو دنیوی کاموں پر ترجیح دی جائے تو اس سے خدا تعالیٰ دنیوی منازل آسان کر دیتا ہے۔بعض مشکل و Bore کاموں سے طبعاً اکتاہٹ کے سبب سستی واقع ہوتی ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ کام دعا کر کے شروع کر لیا جائے خود ہی دلچسپی پیدا ہو جائے گی اور سستی رفع ہو جائے گی۔کوک، چائے، کافی، کیفین، (جوہر کافی) وقتی چستی پیدا کرتی ہیں مگر اس کے بعد سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ان کا استعمال مضر ہے۔

سستی کے غلبہ کے وقت ٹہلنا، تازہ ہوا لینا، منہ پر تازہ یا ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارنا یا غسل کرنا، کولڈ باتھ، سٹیم باتھ سستی کا مؤثر علاج ہیں۔

کم خوری سستی کا قدرتی علاج ہے۔اسی طرح ہلکے پھلکے سادہ سنگل زود ہضم قدرتی کھانے سستی سے بچاتے ہیں۔سبزیاں، پھل، دالیں مع چھلکا کا استعمال مفید ہے۔مغزیات مثلاً بادام، چلغوزہ، پستہ، اخروٹ، کشمش، کھجور،سویابین ذہنی چستی پیدا کرتے ہیں۔مچھلی کا گوشت، چوزے کی یخنی، بکرے کا دماغ یعنی بھیجا انڈا دماغی چستی پیدا کرتے ہیں۔ ایسی سستی جو جسم میں ضروری اجزاء کی کمی کے نتیجہ میں پیدا ہو کا علاج ضروری اجزاء و حیاتین کے استعمال سے دور ہو سکتا ہے۔(ڈاکٹری مشورہ سے) ملٹی وٹامنز بمعہ معدنیات وٹامن بی کمپونڈ یا بی کمپلیکس

Vitamins+Minerals Vitamin B Compound or Vitamin B Complex

کیپسول سویا لیسی تھین Cap.Soya Lecithin or جنکگو بائی لوبا جنسنگ Biloba Ginkgo ذہنی چستی پیدا کرنے کا قدرتی و مفید علاج ہے۔ اس سے یاد داشت اور ذہنی استعدادِ کار میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔بائیو ہومیو ادویات میں Five Phos کا استعمال ذہنی سبک رفتاری پیدا کرتا ہے۔دماغی کام کرنے والوں، زیادہ بیٹھ کر کام کرنے والوں، مصالحہ دار، نشہ آور اشیاء استعمال کرنے والوں، راتوں کو زیادہ جاگنے والوں کے لئے، رات کو نکس و امیکا اور صبح کو سلفر دونوں دو سو طاقت میں بہت مفید ہیں۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

ہوں جو جھوٹ اور افترا کے ساتھ ہو۔ اور نیز اس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے‘‘۔

(اربعین نمبر3 روحانی خزائن جلد 17صفحہ 400-399)

فرمایا: ’’اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اُس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان۔ کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا؟ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ ۚ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ (یٰس: 31) پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اُس کے ساتھ ہوں، اُس سے کون ٹھٹھا کرے گا؟ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اَب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰؑ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰؑ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں، سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 67-66)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کی سچائی تو ہم دیکھ رہے ہیں۔ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کا سلوک تو ہم دیکھ رہے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق ایشیا کے ممالک میں بھی اور جزائر میں بھی، یورپ میں بھی اور امریکہ میں بھی اور افریقہ کے سرسبز علاقوں میں بھی اور ریگستانوں کی دور دراز آبادیوں میں بھی احمدیت کو پھیلا دیا ہے، اور بڑی شان سے نہ صرف پھیلا دیا ہے بلکہ بڑی شان سے پنپ رہی ہے، بڑھ رہی ہے اور پھیل رہی ہے۔ ہر احمدی کی ہر قربانی ہمارے لئے نئی منزلوں کے حصول کا ہی ذریعہ بنتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے اِن فضلوں کا حصہ بننے کے لئے، اپنے ایمانوں کی مضبوطی کے لئے پہلے سے بڑھ کر ہمیں دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا کے حالات جس تیزی سے بدل رہے ہیں اور کروٹ لے رہے ہیں یہ ان شاء اللہ تعالیٰ احمدیت کے حق میں عظیم نظارے دکھانے والے بننے والے ہیں۔ اور اس کے لئے بڑی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ پس ان دنوں میں خاص طور پر، خاص طور پر دعاؤں پر، دعاؤں پر بہت زور دیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری پردہ پوشی بھی فرمائے اور ہمارا کوئی عمل ایسا نہ ہو جو ہمیں اس ترقی کو دیکھنے سے محروم رکھے۔

(خطبہ جمعہ 4/ مارچ 2011ء)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

بچے نے چھ سال کی عمر میں قرآنِ کریم ختم کر لیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ چھ سال یا پانچ سال میں قرآنِ کریم ختم کرنا تو اتنے کمال کی بات نہیں ہے۔ مجھے تم یہ بتاؤ کہ تم نے بچے کے دل میں قرآنِ کریم کی محبت کتنی پیدا کی ہے؟ تو حقیقت یہی ہے کہ قرآنِ کریم پڑھانے کے ساتھ ہی قرآنِ کریم کی محبت پیدا کرنی بھی ضروری ہے۔ اور تبھی بچے کو خود پڑھنے کا شوق بھی ہو گا۔ اور جس زمانے اور دَور سے ہم گزر رہے ہیں جہاں بچوں کے لئے متفرق دلچسپیاں ہیں۔ ٹی وی ہے، انٹرنیٹ ہے، دوسری کتابیں ہیں۔ ان دلچسپیوں میں بچے کا خود صبح باقاعدہ تلاوت کرنا اور پڑھنا اُسے قرآنِ کریم کی اہمیت کا احساس دلائے گا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 دسمبر 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

جامع کمالات متفرقہ

حضرت مسیح موعودؑ سرتاج الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

’’ہمارے نبی ﷺ تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے۔ پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰؑ بھی اور آدمؑ بھی اور ابراہیمؑ بھی اور یوسفؑ بھی اور یعقوبؑ بھی۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے۔ فَبِھُدٰاھُمُ اقۡتَدِہۡ یعنی اے رسول اللہ تو ان تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کر لے۔ جو ہر یک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت ﷺ کی ذات میں شامل تھیں اور درحقیقت محمد ﷺ کا نام ﷺ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ محمد ﷺ کے یہ معنی ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا۔ اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصور ہو سکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالات متفرقہ اور صفات خاصہ آنحضرت ﷺ میں جمع ہوں۔ چنانچہ قرآن کریم کی بہت سی آیتیں جن کا اس وقت لکھنا موجب طوالت ہے اسی پر دلالت کرتی بلکہ بصراحت بتلاتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ذات پاک باعتبار اپنی صفات اور کمالات کے مجموعہ انبیاء تھی۔ اور ہر یک نبی نے اپنے وجود کے ساتھ مناسبت پا کر یہی خیال کیا کہ میرے نام پر وہ آنے والا ہے۔ اور قرآن کریم ایک جگہ فرماتا ہے کہ سب سے زیادہ ابراہیم سے مناسبت رکھنے والا یہ نبی ہے۔ اور بخاری میں ایک حدیث ہے جس میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میری مسیح سے بشدت مناسبت ہے اور اس کے وجود سے میرا وجود ملا ہوا ہے پس اس حدیث میں حضرت مسیح کے اس فقرہ کی تصدیق ہے کہ وہ نبی میرے نام پر آئے گا۔ سو ایسا ہی ہوا کہ ہمارا مسیح ﷺ جب آیا تو اس نے مسیح ناصریؑ کے ناتمام کاموں کو پورا کیا اور اس کی صداقت کے لئے گواہی دی۔ اور ان تہمتوں سے اس کو بری قرار دیا جو یہود اور نصاریٰ نے اس پر لگائی تھیں اور مسیح کی روح کو خوشی پہنچائی۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 ص343)

03 اپریل 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	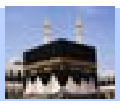	04:55	18:36
مدینہ منورہ	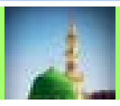	04:52	18:39
قادیان	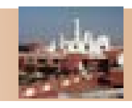	04:52	18:49
ربوہ	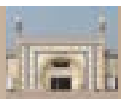	04:32	18:29
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:04	19:40